نظامِ سرمایہ داری: اسلام اور پاکستان

پروفیسر خالد شبیر احمد

اس وقت پاکستان، نظامِ سرمایہ داری کی تمام قباحتوں اور خامیوں کا مرکز ومحور بن چکا ہے۔ پورے ملک کی دولت پر چند خاندانوں کی اجارہ داری ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ذخیرہ اندوز، حکومت کا باقاعدہ حصہ بن چکے ہیں۔عوام غربت کی چکی میں پستے ہوئے کراہ رہے ہیں۔لیکن حکمرانوں کے کانوں میں اقتدار کی میل اس طرح چپک چکی ہے کہ انھیں کچھ سنائی نہیں دیتا۔اگر یہ کہا جائے کہ نظامِ سرمایہ داری نے پوری طرح پاکستان کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے تو اس میں کیا جھوٹ ہے؟ اور جب معیشت پر چند خاندانوں کا قبضہ ہوجائے جو کہ نظامِ سرمایہ داری کا خاصا ہے تو پھر سیاست سمٹ سمٹا کر انھیں چند خاندانوں تک محدود ہوجاتی ہے اور یہ چند خاندان سیاست کے نام پر کھل کھیلتے ہیں۔اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے انہیں حالات کی پیش گوئی اپریل 1946ء میں اردو پارک دہلی کے عظیم الشان تاریخی اجلاس میں کر دی تھی، آپ نے فرمایا تھا۔

> ''اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی اور یہ خاندان زمینداروں، صنعت کاروں، سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے۔ انگریز کے پروردہ، فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے، سروں، نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے۔ جو اپنی من مانی کارروائی سے محبِّ وطن اور غریب عوام کو پریشان کر کے رکھ دیں گے۔غریب کی زندگی اجیرن ہوجائے گی۔ان کی لوٹ کھسوٹ سے کسان اور مزدور نانِ شبینہ کو ترس جائیں گے۔امیر روز بروز امیر اور غریب' غریب تر ہوتے جائیں۔''
>
> (پاکستان میں کیا ہوگا۔مرتب: سید محمد کفیل بخاری، صفحہ 32، 34)

آج پورا ملک آپ کے فرمائے ہوئے ایک ایک حرف کی بولتی تصویر ہے۔کسی میں جرأت نہیں کہ وہ انکار کر سکے کہ جو کچھ اس وقت ملک کے حالات ہیں وہ امیر شریعت نے پاکستان بننے سے پہلے بیان نہیں کر دیئے۔اور اگر دیکھا جائے تو یہ سب کچھ نظام سرمایہ داری کا کیا دھرا ہے۔ جہاں پر بھی نظام سرمایہ داری ہوگا وہیں پر جمہوریت اس نظام کی رکھوالی کے لیے موجود ہوگی۔ گویا دوسرے الفاظ میں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ نظام سرمایہ داری اور جمہوریت ایک دوسرے کے تحفظ کے لیے ہی کام کرتے ہیں یہ ایک ہی منزل کے راہی ہیں اور منزل محض معاشی واستحصالی ہے۔سرمایہ

داری نظام کوئی اسلامی دنیا کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ یورپ کی پیداوار ہے۔ اور جمہوریت بھی یورپ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اسلام کا نظامِ سرمایہ داری سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی جمہوریت سے۔ صنعتی انقلاب نے دنیا کو نظام سرمایہ داری سے روشناس کرایا۔ صنعتی انقلاب کے بعد صنعت و حرفت میں ترقی نے قوموں کے درمیاں معاشی رقابت پیدا کی اور پھر صنعتی ممالک کو اپنی مصنوعات کے لیے بیرونی منڈیوں کی تلاش میں نو آبادیاتی نظام جیسے مکروہ نظام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تا کہ مصنوعات کی وسیع پیانے پر فروخت ہو اور زیادہ سے زیادہ سرمایا اکٹھا کیا جائے۔ اس معاشی رقابت نے ہی پہلی جنگِ عظیم اور دوسری جنگِ عظیم بنی نوع انسان کے سروں پر مسلط کی لاکھوں نہیں کروڑوں انسان لقمۂ اجل بنے اور ہولناک تباہیوں سے انسانوں کو گزرنا پڑا۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ صنعتی انقلاب کے بعد نظام سرمایہ داری وجود میں آیا اور نظام سرمایا داری کی وجہ سے نو آبادیاتی نظام کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ جس طرح انگریز، ہندوستان میں بغرضِ تجارت وارد ہوا اور اس نے آہستہ آہستہ سازشوں کے ذریعے اس ملک پر قبضہ کرلیا اور پھر اس ملک کو اس نے اپنے نظام نو آبادیات کا حصہ بنایا، اس کے پیچھے یہی نظامِ سرمایہ داری اور دوسری قوموں کا معاشی استحصال ہی تھا۔ ایک مدت تک ہمارے اکابر اس نظام جبر کے خلاف لڑتے رہے اور انگریزوں کو بالآخر اس ملک سے جانا پڑا۔ ہم نے ان کے بعد اسی نظام سرمایہ داری کو اپنایا اور جمہوریت کے سیاسی نظام نے نظام سرمایہ داری کی پر زور انداز میں مدافعت اور سرپرستی کی جس کی وجہ سے آج ہم پھر وہیں پر آن کھڑے ہوئے ہیں جہاں افرنگی دورِ حکومت میں تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس وقت برطانوی سامراج کی کارستانیاں اپنے عروج پر تھیں اور آج امریکن سامراج کی کارستانیاں اپنے عروج پر ہیں۔ امریکہ کو دن بدن پاکستان کی حکومت ایسی مراعات دے رہی ہے کہ جس سے پاکستان کی سرزمین پر امریکی اثر و رسوخ اور معاشی و سیاسی سرگرمیوں میں گراں قدر اضافہ ہوگا اور اس طرح ایک بار پھر پاکستان اس دور کے ہندوستان کی طرح امریکن نو آبادیاتی نظام کے تحت امریکن مصنوعات ہی نہیں بلکہ ان کی سیاسی، اقتصادی ضروریات کا بھی مرکز بن جائے گا۔ یہ ہے وہ منصوبہ اور سازش جو اس وقت ہمارے ملک میں تیار ہو رہی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ جو کچھ ہم سیاسی میدان میں عملاً کر رہے ہیں۔ یہ اسی نظام سرمایہ داری کے برگ و بار ہیں جن سے چھٹکارا حاصل کرنے کا واحد راستہ صرف اور صرف اسلام کا راستہ ہے جس کا وعدہ تحریکِ پاکستان کے دوران مسلمانانِ پاک و ہند سے کیا گیا تھا۔ کیونکہ اسلامی نظام ہی وہ نظام اعتدال ہے کہ جس میں نہ تو اشتراکیت کی کوئی بُو ہے اور نہ ہی اس میں سامراجی نظام سرمایہ داری کی کوئی گنجائش۔

اسلام کا اندازِ کار منفی نہیں مثبت ہے اور پھر اس میں سب سے اہم بات عقیدۂ آخرت، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے اور اس کے سامنے ان تمام دنیاوی سرگرمیوں کا حساب کتاب دینے کا تصور انسان کو راہِ راست پر رکھنے اور اس کے رویے میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔

اگر یورپ کی بجائے دنیائے اسلام میں سرمایہ داری کا ظہور ہوتا تو اسلام اس سرمایہ داری کو یوں بے لگام نہ

چھوڑتا' کیونکہ اسلامی تعلیمات میں ایسے اصول، آئین اور قانون موجود ہیں کہ جن کی موجودگی میں سرمایہ' معاشرے کے لیے باعثِ رحمت تو بن سکتا، باعثِ زحمت نہیں۔ اسلام کے اُن اصولوں کی موجودگی میں قوموں کے معاشی استحصال کی بات تو رہی ایک طرف' معاشرے کے اندر کسی ایک فرد کا معاشی استحصال بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ اسلام کا صرف ایک اصول ہی اگر آج پاکستان کے اندر اپنا لیا جائے تو یہ غریبوں کو امیروں کے معاشی استحصال سے بچا سکتا ہے۔ وہ اصول یہ ہے کہ سرمایہ دار کے ساتھ ساتھ مزدور کو بھی منافع میں شامل کر لیا جائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تو مالک کے ساتھ مزدور کو بھی منافع میں برابر کا حصہ دار قرار دیتے ہیں کیونکہ جتنا صنعت میں سرمایہ دار کے سرمایہ کا حصہ ہے اتنی ہی مزدور کی محنت کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ صنعت محض سرمایے سے قائم نہیں ہوتی بلکہ اس میں مزدور کی محنت اور اس کے ہنر کا بھی حصہ ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی فقہ، اسلامی تعلیمات اور اسلام کے معاشی نظام کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اسلام معاشرے کو اس کے خوبصورت انداز میں برقرار رکھنے کے لیے معاشی انصاف کے قیام پر بہت زیادہ زور دیتا ہے اور یہ معاشی انصاف نہ تو اشتراکیت کی تعلیمات کا اثر ہے اور نہ ہی کسی اور تحریک کے ساتھ اس کا کوئی واسطہ ہے۔ بلکہ اس کا تعلق دین اسلام کی معاشی تعلیمات، معاشی اصولوں اور معاشی ضابطوں کے ساتھ ہے۔ اسی لیے تو اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے جو نظام سرمایہ داری میں معاشی استحصال کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ سرمایہ دارانہ نظام کی دوسری بڑی خاصیت جو کہ معاشی استحصال میں ایک فرد یا پھر ایک ادارے کو بہت بڑی مدد فراہم کرتی ہے وہ کاروباری مسابقت ہے جس کے نتائج چھوٹے چھوٹے کاروباری اداررو ں کے لیے مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ یا تو چھوٹے ادارے بالکل تباہ و برباد ہو کے رہ جاتے ہیں یا پھر متحد ہو کر ایک بڑے کاروباری ادارے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تا کہ دوسرے اداروں کے ساتھ معاشی میدان میں مقابلہ کر کے انہیں پیچھے چھوڑ دیں۔ یہیں سے پھر اجارہ داری (Monoply) کا آغاز ہوتا ہے جس کا اس وقت پاکستان مکمل طور پر شکار ہو چکا ہے کہ اب اس اجارہ داری کو توڑنا خود حکومت کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسلام اس اجارہ داری کی مذمت کرتے ہوئے اس کی سخت الفاظ میں مخالفت کرتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی مخالفت اور سزا کے بارے میں بہت کچھ موجود ہے۔ ایک جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

(اجارہ داری قائم کرنے والا شخص گنہگار ہے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

اگر اس سرمایہ داری کا آغاز اسلام کے زیر سایہ ہوتا تو موجودہ، استحصالی قوتیں سرے سے پیدا ہی نہ ہو پاتیں اور اس طرح سرمایہ داری استحصالی صنعت' بے جا معاشی رقابت ومسابقت اور پھر نو آبادیاتی نظام کے جبر اور پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کی تباہیوں سے انسان محفوظ رہتا۔

اسلامی تاریخ میں بھی جنگوں کا ذکر موجود ہے لیکن یہ جنگیں دوسری قوم کے معاشی استحصال کے لیے کبھی نہیں لڑی گئیں۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی جنگوں کے اصول اور نظام انتہائی فطری اور پاکیزہ اصول ہیں۔ جس کے

تحت کسی قوم کو استحصال کا نشانہ بنانا سرے سے ممکن ہی نہیں ہے۔ معاشی استحصالی کو روکنے کے لیے اسلام کے ایک دوسرے معاشی اصول کے مطابق ارتکازِ زر سرے سے ممکن ہی نہیں ہے۔ اسلامی حکومت اس کو حکماً روکتی ہے۔ وہ نظام سرمایہ داری کے تحت قائم ہونے والی حکومت کی طرح اس میدان میں خاموش تماشائی نہیں بنی رہتی۔ اسلامی حکومت اس بات کی ضامن ہوتی ہے کہ ملکی وسائل اور قومی دولت چند ہاتھوں میں جمع نہ ہونے پائے کیونکہ ایسی صورت کا پیدا ہونا دین اسلام کے نصب العین اور اس کی منشاء کے خلاف ہے۔ نظامِ زکوٰۃ اس کا خاصہ ہے

اسلامی حکومت ضروریات زندگی کی فراہمی کے لیے بھی سر توڑ کوشش کرتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق عمال حکومت بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ یہ ہر انسان کی ضروریات حیات ہیں جس سے اسے الگ نہیں رکھا جاسکتا۔

ایسے حالات میں اسلامی معاشرے کے اندر سرمایہ دارانہ نظام سرے سے قائم ہی نہیں ہوسکتا جبکہ یہی نظام دورِ حاضر میں دنیا کی مہذب ترین قوموں نے پیدا کر کے پوری دنیا کو تباہی و بربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام جو اپنی مکروہ شکل میں اس وقت مسلم ریاستوں پر مسلط ہے، اس کا دین اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور پاکستان میں اس وقت جو صورت حال ہے اس کا واحد اور بنیادی سبب بھی فقط نظام سرمایہ داری ہے۔ اس نظام کی برائیوں اور خرابیوں کو اسلام کے دامن سے کسی صورت بھی وابستہ نہیں کیا جاسکتا۔ باوجودیکہ یہ سب کی مسلم ممالک کے اندر ہو رہا ہے۔ یہ مسلم ممالک کی اپنی ناسمجھی ہے، یا پھر ان کا غلط راستے پر چل کے اس نظام کو اپنانا ہے جو غیر اسلامی، غیر اخلاقی اور انسانی فطرت کے صریحاً خلاف ہے۔ یا پھر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مغربی طاقتوں نے اپنے مذموم معاشی مقاصد کے حصول کے لیے ان پر یہ نظام مسلط کر دیا ہے۔ اسی سرمایہ دارانہ نظام کے خدوخال کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے درج ذیل اشعار میں کس خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

یورپ میں بہت روشنیٔ علم و ہنر ہے　　حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات
رعنائیٔ تعمیر میں، رونق میں صفا میں　　گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بینکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جُوا ہے　　سُود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات
یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت　　پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت　　آلاتِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات
تُو عادل و قادر ہے مگر تیرے جہاں میں　　ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات
کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ　　دنیا ہے تیری منتظر روزِ مکافات